واقعے کی ذمہ داری قبول کرنے سے انکاری ہے۔

جب سمتھ سونین انسٹی ٹیوشن نے ہیروشیما اور ناگاساکی پر بم باری کے متعلق ایک نمایش منعقد کرنا چاہی، جس میں اس جہاز Enola Gay کی تصویر بھی شامل تھی جس نے تاریخ کا واحد ایٹم بم گرایا تھا، تو اس پر کانگرس کے اندر ایک ہنگامہ بپا ہو گیا اور "محب وطن" شہریوں کے کئی گروہوں نے سمتھ سونین کو مجبور کر دیا کہ اس مسئلے کو ختم کر دیں۔ اس نمایش کی تصویر کشی اس طرح سے کی گئی کہ گویا یہ امریکہ پر حملے سے کسی طور پر کم نہیں ہے۔ یہی بات مقبول ہے کہ "ہمارا ملک صحیح یا غلط"۔ اور اس کے معنی اس کے سوا اور کیا ہیں کہ "امریکہ ہمیشہ حق پر ہوتا ہے"۔

یہ ایک رویہ ہے جو امریکہ کے ساتھ خاص ہے۔ اگرچہ بیشتر ریاستوں کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ اپنی تہذیب و تمدن اور ثقافتی ورثے کی خوبیاں اپنے شہریوں کو باور کرائیں اور انھیں ہر الزام سے مبرا قرار دیں۔ مگر اپنے وسیع رقبے اور غیر معمولی عالمی رسائی کے حوالے سے، ماضی کی کسی بھی سلطنت سے زیادہ، امریکہ نے برتری کے زعم میں واقعتاً اپنے آپ کو ساری دنیا کے ساتھ الجھا لیا ہے۔ ۱۹۵۴ میں گوئٹے مالا کی ۱۰فی صد آبادی کو براہ راست امریکی سرپرستی میں ہلاک کیا گیا کیونکہ امریکہ کو اربنز (Arbenz) کی صدارت اس کے کمیونسٹ ہونے کی وجہ سے تسلیم نہ تھی۔ کیوبا پر پچھلے ۴۰ سال سے پابندیاں عائد ہیں۔ اس لیے نہیں کہ اس سے امریکہ کو خطرہ لاحق ہے--- وہ تو اقتصادی طور پر تباہ حال معمولی سا جزیرہ ہے جس کا وسیع و عریض امریکہ سے کوئی موازنہ نہیں کیا جا سکتا--- وجہ صرف یہ ہے کہ سینیٹر Jesse Helms اور فلوریڈا سے اس کے دیگر ساتھی بار بار مطالبہ کرتے ہیں: "ہم چاہتے ہیں کہ کاسترو کو ہٹایا جائے"۔ گویا کیوبا یا اس حوالے سے دنیا کا کوئی دوسرا خطہ امریکہ کی رضامندی پر ہی اپنا وجود برقرار رکھنے کا حق رکھتا ہے۔

امریکہ کے متعلق ایک خاص بات عوام الناس کی سطح پر بھول جانے (amnesia) کے رویے کا پایا جانا ہے جسے اہل دانش نے بھی خاطر خواہ اہمیت نہیں دی ہے۔ بلکہ چند ایک کے سوا، اہل دانش کی اکثریت کا یہ عالم ہے کہ اس تصور کو درست سمجھتے ہیں کہ امریکہ ایک غیر معمولی ملک ہے اور ایک غیر معمولی کردار کی ادائگی اس کے ذمے ہے۔ اس کی ماضی کی تمام غلط کاریاں، ماضی کی ایک یاد کی طرح دفن کر دی گئی ہیں۔ اگر انھیں کسی محقق یا تحقیقی گروہ کے ذریعے اجاگر کیا جائے تو ہر مرتبہ انھیں چھپا دیا جاتا ہے۔

کبھی کبھار جب دھوکا دہی، اعتراف جرم اور پچھتاوے کو کفارے کے طور پر ایک مذہبی رسم کی طرح ادا کیا جاتا ہے، تب بھی عوام الناس کی یادداشت اس کی رو میں بہہ جاتی ہے۔ مثال کے طور پر رابرٹ میکنامارا، جو ان منصوبہ سازوں میں سے ایک تھا جنھوں نے ویت نام کی تباہی و بربادی کی منصوبہ سازی کی تھی جس کی وجہ سے جنوب مشرقی ایشیا کے ۳۰ لاکھ کسان مار ڈالے گئے، ان کی زمینوں، شہروں اور گاؤں کے گاؤں تباہ و برباد کر کے رکھ دیے گئے، اور اس غرض کے لیے امریکہ نے اپنے ساحلوں سے ۱۰ ہزار میل

کے فاصلے پر اعلیٰ ترین جنگی ٹکنالوجی استعمال کی محض اس لیے کہ امریکہ اپنی بالادستی کا لوہا منوا سکے۔ دو سال قبل اس شخص نے ایک کتاب لکھی اور بے انتہا کرب اور افسوس کے اظہار کے ساتھ یہ تسلیم کیا کہ اس نے غلطی کی تھی۔

"غلط" کہہ دیا اور لیجیے بات ختم---! اس معمولی سے "غلط" نے لاکھوں امریکیوں بالخصوص ویت نامیوں کی زندگیوں کو عظیم تباہی سے دوچار کر دیا۔ "غلط" ایک ایسا لفظ ہے کہ جو انسان کے گلے میں اٹک کر رہ جاتا ہے' چاہے سارا معاملہ کتنا ہی خراب کیوں نہ ہو---! میکنامارا کو چاہیے کہ اپنے آپ کو جنگی مجرم کے طور پر پیش کرے۔ کتاب لکھنا ایک ایسا موقع تھا کہ وہ طویل دورانیے کے لیے ٹیلی وژن پر پیش ہوتا اور جس قدر غلط فیصلے اس نے کیے تھے اور جو جھوٹ اس نے بولے تھے' ان سب کا ندامت و شرم ساری کے ساتھ اعتراف کرتا۔ اس سے بھی بڑی مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اس نے "دیانت دارانہ خطا" کی تھی' ایسی خطا کہ جو دو حکومتوں اور ۱۵ برسوں پر محیط تھی۔

میکنامارا کو اپنی غلطیوں کے اعتراف اور اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع فراہم کر دینا' اور کھلے عام اعتراف کی تقریبات کے اثرات اپنی جگہ' مگر اس سب کے باوجود امریکہ کے مجرمانہ رویے پر اعتراض کی ضرورت نہیں' اس لیے کہ وہ مخلصانہ طور پر دنیا کو اشتراکیت وغیرہ کے غلبے سے بچانے کے لیے سرگرم عمل ہے۔

جب معاملہ اسرائیل کا ہو (انڈونیشیا' لاؤس' کمبوڈیا' بوسنیا' چلی' ایران' گریناڈا' پانامہ اور دوسرے مقامات کو چھوڑ دیجیے جہاں امریکہ بین الاقوامی دہشت گردی کو تسلیم کرتا ہے) تو مسلسل اس احساس کو پروان چڑھایا جاتا ہے کہ امریکہ تو حق' انصاف' امن اور اخلاق کا حامی و طرف دار ہے۔ اس تصور کے خلاف جو بھی بات ہو' اسے دہشت گردی قرار دیا جاتا ہے' لیکن اگر اسرائیل یہ سب کچھ کرے تو اس پر کوئی الزام نہیں آتا۔ لبنان پر بم باری' فوجی قبضہ' علاقے کا جبری الحاق' اور بڑے پیمانے پر لوگوں کو علاقے سے بے دخل کر دینا' اس کے تذکرے کی بھی ضرورت نہیں۔ امریکہ چیختا رہتا ہے کہ وہ اور اسی کی طرح کا اس کا بے قصور حلیف' اسرائیل امن اور انصاف کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔ صرف امن اور انصاف کے لیے' اور کسی کے لیے نہیں۔ وہی امریکی روایتی خوب صورت "امن و انصاف!"

مسئلہ یہ ہے کہ عرب ہونے کے ناطے' ہم اپنے اوپر ہونے والے مظالم کو طشت ازبام کر کے امریکہ کو اخلاقی اور تحریری طور پر ملوث کرنے کا ارادہ ہی نہیں رکھتے (غیر عربوں کا بھی یہی حال ہے)۔ عرصۂ دراز سے میں کہہ رہا ہوں کہ عالم عرب میں امریکہ کے متعلق قابل افسوس ناواقفیت پائی جاتی ہے--- ایسی غفلت جس کی وجہ سے ہم امریکہ کے نظام استحصال اور غیر سفید نسلوں کے خلاف اس کے منظم مظالم سے بھی آگاہ نہیں ہیں--- اس عدم واقفیت کے سبب ہم اس وہم کا شکار ہو چکے ہیں کہ امریکہ ہی واحد ثالث' آخری